بسم اللہ الرحمان الرحیم

اللھم ارنا الحق حقاً و رزقنا اتباعا و ارنا الباطل باطلاً و رزقنا اجتنابا

اِس سے پہلے کہ تمام مضامین کا تعلق اور مقصد عمومی طور پر حکومتی نظاموں بالخصوص لبرل مغربی جمہوریت اور اِس کے متعلق اسلامی نقطہ نظر کا بیان تھا؛ یہ مضمون خالصتاً پاکستان میں نافذ اسلامی جمہوریت کے فقط ایک جز "اسلامی آئین" کے متعلق ہے کیونکہ مذہبی جماعتوں ہی کی بات نہیں لادین جماعتیں بھی تو اِسی آئین کی حکمرانی چاہتے ہیں؛ یہاں مقبول عام مطالبہ یہی تو رہا ہے کہ آئین کو اُس کی اصل "روح" کے ساتھ نافذ کر دیا جائے؛ مگر یہ "روح" ایک غیر مرئی چیز ہے جو نظر آئے بھی تو ہر کسی کو دوسرے سے مختلف نظر آتی ہے۔ آئین کی اِس "روح" پر بھلا کب اتفاق ہو گا؟ اِس آئین کی یہی تو خوبی ہے کہ ہر آدمی اُسے جیسا دیکھنا چاہتا ہے یہ اُسے ویسا ہی نظر آتا ہے۔

سوال نمبر ۱: کیا قرارداد مقاصد کی پاکستان کے آئین میں موجودگی آئین کے اسلامی ہونے کے لیے کافی ہے؟

سوال یہ نہیں ہے کہ آئین کی قرارداد مقاصد میں اللہ کے لئے "حاکم اعلیٰ" کا لفظ بولا جاتا ہے یا اس کے ننانوے ناموں میں سے کس کس نام کا ورد کیا جاتا ہے؟ سوال بہت واضح اور مختصر ہے "**یہاں اللہ کی چلتی ہے یا کسی اور کی؟**"

دین کے احکام پر عمل کی نیت چونکہ ایمان[۱] میں شامل ہے اور اِس نیت کی موجودگی اور غیر موجودگی کا انحصار فقط انسان کے قول پر ہے؛ اِسی نظریہ کے تحت ہم پاکستان کے اسلامی آئین کا جائزہ لیتے ہیں کہ کیا دین پر عمل کی نیت تحریری طور پر قرارداد مقاصد میں اللہ کے لئے "حاکم اعلیٰ" کے اقرار کے ساتھ موجود ہے یا نہیں۔ اگر تحریری طور پر "حاکم اعلیٰ" کے اقرار کے ساتھ عمل کی نیت بھی موجود ہے تو کم از کم نظریاتی طور پر تو ملک میں رائج حکومتی نظام کو اسلامی جمہوری نظام کہلانے کا حق ثابت ہو جائے گا۔

[۱] مزید تفصیل کے لیے "بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو [حصہ اول]؛ ایمان کی حقیقت [کاوش نمبر ۴]" کا مطالعہ فرمائیں۔

سوال نمبر ۲: کیا پاکستان کے "اسلامی آئین" میں لبرل مغربی جمہوریت[۱] کے کچھ خصائص موجود ہیں؟

[۱] مزید تفصیل کے لیے "بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو [حصہ دوم]؛ جمہوریت کی حقیقت [کاوش نمبر ۳]" کا مطالعہ فرمائیں۔

جیسا کہ بیان کیا جاچکا کہ کسی چیز کا اسلامی ہونا"موجبہ کلیہ"[تمام جز کا اثبات یا موجود ہونا]ہے،جبکہ غیر اسلامی ہونا"سالبہ جزئیہ"[کسی جز کا انکار یا غیر موجود ہونا]ہے تو اِس سوال کے جواب میں کوئی ایک مماثلت بھی اکتفا کر جاتی مگر بات کو واضح کرنے کے لیے مندرجہ ذیل چند مماثلتیں پیش کی جارہی ہیں۔

- لبرل مغربی جمہوریت کے اصول "مساوات اور آزادی" سے ہم آہنگ؛

جس میں قرار واقعی انتظام کیا جائے گا کہ اقلیتیں آزادی سے اپنے مذاہب پر عقیدہ رکھ سکیں اور ان پر عمل کر سکیں اور **اپنی ثقافتوں کو ترقی دے سکیں**۔
[آئین پاکستان؛تمہید؛صفحہ نمبر۱]

ہر شہری کو اپنے مذہب کی پیروی کرنے، اُس پر عمل کرنے اور **اُس کی تبلیغ کرنے کا حق ہو گا**؛ اور۔۔۔[آئین پاکستان؛ حصہ دوئم؛ بنیادی حقوق اور حکمت عملی کے اصول؛باب۔۱۔بنیادی حقوق؛۲۰۔الف؛صفحہ نمبر۱۲]

- لبرل مغربی جمہوریت کے اصول "آئین و دستور کی بالادستی اور تقدس" سے ہم آہنگ ہوتے ہوئے قرآن و سنت کی قید سے آزاد دستور کی غیر مشروط اطاعت کا تقاضا۔

دستور اور قانون کی اطاعت ہر شہری خواہ وہ کہیں بھی ہو اور ہر اُس شخص کی جو فی الوقت پاکستان میں ہو واجب تعمیل ذمہ داری ہے۔[آئین پاکستان؛حصہ اول،ابتدائیہ؛۵۔۲؛صفحہ نمبر۴]

- لبرل مغربی جمہوریت کے اصول "آئین و دستور کی بالادستی اور تقدس" سے ہم آہنگ ہوتے ہوئے قرآن و سنت کی قید سے آزاد دستور کی غیر مشروط اطاعت اور اُس کے تحفظ اور دفاع کا عہد۔

عہدہ سنبھالنے سے قبل، چیف جسٹس پاکستان،صدر کے سامنے،اور عدالت عظمیٰ کا کوئی دوسرا جج چیف جسٹس کے سامنے،اُس عبارت میں حلف اٹھائے گا جو جدول سوم میں درج کی گئی ہے۔[آئین پاکستان؛حصہ ہفتم؛نظام عدالت؛باب ۲؛پاکستان کی عدالت عظمیٰ؛۱۷۸؛صفحہ نمبر ۱۰۵]

جدول سوم۔حلف کی عبارت

۔۔۔۔۔۔۔۔کہ بحیثیت چیف جسٹس پاکستان میں اپنے فرائض و کارہائے منصبی ایمانداری،اپنی انتہائی صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ،اسلامی جمہوریہ پاکستان کے **دستور اور قانون کے مطابق** انجام دوں گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کہ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کو برقرار رکھوں گا اور **اُس کا تحفظ اور دفاع کروں گا**

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

- لبرل مغربی جمہوریت کے اصول " آئین و دستور کی بالا دستی اور تقدس " سے ہم آہنگ ہوتے ہوئے قرآن و سنت کی قید سے آزاد دستور کا غیر مشروط تحفظ اور دفاع کا عہد۔

صدر ؛ وزیر اعظم؛ وفاقی وزیر یا وزیر مملکت؛ قومی اسمبلی کا اسپیکر یا سینٹ کا چیئرمین ؛ قومی اسمبلی کا ڈپٹی اسپیکر یا سینٹ کا ڈپٹی چیئرمین ؛ قومی اسمبلی کا رکن یا سینٹ کا رکن ؛ صوبے کا گورنر ؛ وزیر اعلیٰ یا صوبائی وزیر ؛ کسی صوبائی اسمبلی کا اسپیکر ؛ کسی صوبائی اسمبلی کا ڈپٹی اسپیکر ؛ کسی صوبائی اسمبلی کا رکن ؛ وفاقی شرعی عدالت کا چیف جسٹس یا جج کے حلف میں موجود ایک عبارت۔

جدول سوم۔ حلف کی عبارت

---------میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کو برقرار رکھوں گا اور **اُس کا تحفظ اور دفاع** کروں گا---------

دستور کے حامی حضرات اِس مرحلہ پر یہ اعتراض کرسکتے ہیں کہ چونکہ پاکستان کا دستور اسلامی ہے تو اُس پر مزید قرآن و سنت کی تحریری قید اضافی اور غیر ضروری ہے۔یہ اعتراض صرف اُس صورت میں بجا ہوتا اگر [نعوذ باللہ من ذالک] پاکستان کا اسلامی دستور اپنے مضامین اور مفاہیم و محاسن [مطالب اور خوبیاں] میں قرآن و سنت سے زیادہ جامع اور اکمل ہوتا جبکہ محض یہ سوچ بھی کفر ہے۔

لبرل مغربی جمہوریت کے اصول "پارلیمنٹ کے لامحدود اختیارات" سے ہم آہنگ؛ تابوت میں ایک نہیں دو آخری دو کیل؛

دستور میں کسی ترمیم پر کسی عدالت میں کسی بناء پر چاہے جو کچھ ہو **کوئی اعتراض نہیں کیا جائے گا**۔[آئین پاکستان؛ حصہ یاز دہم؛دستور کی ترمیم؛ ۲۳۹۔۵؛صفحہ نمبر ۱۵۸]

ازالہ شک کے لئے، بذریعہ ہذا قرار دیا جاتا ہے کہ دستور کے احکام میں سے کسی ترمیم کرنے کے مجلس شوریٰ [پارلیمنٹ] کے اختیار پر **کسی بھی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہے**۔[آئین پاکستان؛حصہ یاز دہم؛دستور کی ترمیم؛۲۳۹۔۶؛صفحہ نمبر ۱۵۸]

سوال نمبر۳: کیا وفاقی شرعی عدالت آئین یا قوانین میں غیر اسلامی شقوں کے خاتمے کے لیے مؤثر ادارہ نہیں ہے؟

وفاقی شرعی عدالت کا دائرہ اختیار قانون سازی نہیں بلکہ آئین اور قانون میں موجود شقوں کے اسلامی اور غیر اسلامی ہونے کے متعلق فیصلہ کرنا ہے تو اِس سوال کے جواب سے قارئین کو اِس اسلامی آئین کا دین کے احکامات پر عمل کرنے کی نیت کا احساس شروع ہو گا؛ جس کے شروع میں ہی علی اعلان تحریر کر دیا گیا کہ ہم دین کی کچھ باتوں کو مانیں گے اور کچھ کو نہیں۔

"قانون" میں کوئی رسم ورواج شامل ہے جو قانون کا اثر رکھتا ہو **مگر اِس میں** دستور، مسلم شخصی قانون، کسی عدالت یا ٹریبونل کے ضابطہ کار سے متعلق کوئی قانون یا، اِس بات کے آغاز نفاذ سے [دس] سال کی مدت گزرنے تک، کوئی مالی قانون یا محصولات یا فیسوں کے عائد کرنے اور جمع کرنے یا بنکاری یا بیمہ کے عمل اور طریقہ سے متعلق کوئی قانون **شامل نہیں ہے**؛ اور۔۔۔۔۔۔۔[آئین پاکستان؛ حصہ ہفتم؛ نظام عدالت؛ باب ۳الف؛ وفاقی شرعی عدالت؛ ۲۰۳ب۔ج؛ صفحہ نمبر ۱۱۹]

اوپر درج کی گئیں محرمات کے بعد اگر کوئی قانون یا قانون کا حکم وفاقی شرعی عدالت خدانخواستہ اسلام کے منافی قرار دے ہی دے تو یہ واحد عدالت ہے جس کو اُس رائے کی وجہ؛ اُس رائے کی حد اور اُس تاریخ کو بھی واضح کرنا جس پر وہ فیصلہ مؤثر ہو سکے گا لازم ہے۔ عدالت عظمی اور عدالت ہائے عالیہ چونکہ قرآن و سنت کے بجائے پاکستان کے "اسلامی آئین" کے مطابق فیصلہ کرنے کی پابند ہیں تو وہ اپنے فیصلوں میں اِس قسم کی بندشوں سے پاک ہیں۔

اگر عدالت فیصلہ کرے کہ کوئی قانون یا قانون کا حکم اسلامی احکام کی منافی ہے تو وہ اپنے فیصلے میں حسب ذیل بیان کرے گی:۔

[الف] اُس کے مذکورہ رائے قائم کرنے کی وجوہ؛ اور

[ب] وہ حد جس تک وہ قانون یا حکم بایں طور پر منافی ہے؛

اور اُس تاریخ کی صراحت کریگی جس پر وہ فیصلہ مؤثر ہو گا:

مگر شرط یہ ہے کہ ایسا کوئی فیصلہ، **اِس میعاد کے گزرنے سے پہلے** جس کے اندر عدالت عظمٰی میں اُس کیخلاف اپیل داخل ہو سکتی ہو یا جبکہ اپیل بایں طور پر داخل کر دی گئی ہو تو اُس **اپیل کے فیصلہ سے پہلے مؤثر نہیں ہو گا**۔ [آئین پاکستان؛ حصہ ہفتم؛ نظام عدالت؛ باب ۳الف؛ وفاقی شرعی عدالت؛ ۲۰۳د۔۲؛ صفحہ نمبر ۱۲۲]

اب اگر کوئی قانون یا قانون کا حکم خالصتاً اپنی بدبختی کی وجہ سے اوپر والی شق کے مطابق پھر بھی اسلام کے منافی قرار پا ہی گیا؛ تو اِسی عدالت کا ایک اور طرّہ امتیاز ہے کہ وہ اِس بات کو بھی یقینی بنائے کہ اللہ اور اُس کا رسول ﷺ خوش ہوں یا نہ ہوں؛ مذکورہ کاروائی میں ملوث فریق اُس کے فیصلہ سے ضرور خوش ہو کر لوٹیں ورنہ اُس کے فیصلہ کو سرد خانہ کے سپرد کیا جا سکتا ہے۔ [انا للہ وانا الیہ راجعون]

آرٹیکل ۲۰۳د کے تحت عدالت کے سامنے کسی کاروائی کا کوئی فریق جو مذکورہ کاروائی میں **عدالت کے قطعی فیصلہ سے ناراض ہو**، مذکورہ فیصلے سے **ساٹھ یوم** کے اندر عدالت عظمٰی میں اپیل داخل کر سکے گا۔

[مگر شرط یہ کہ وفاق یا کسی صوبے کی طرف سے اپیل مذکورہ فیصلے سے **چھ ماہ** کے اندر داخل کی جاسکے گی۔]۔[آئین پاکستان؛حصہ ہفتم؛نظام عدالت؛باب ۳الف؛وفاقی شرعی عدالت؛۲۰۳و۔۱؛صفحہ نمبر ۱۲۵]

اور آخر میں اِس بات کو یقینی رکھا کہ وفاقی شرعی عدالت اپنے ہر فیصلہ میں دستور کی سربلندی کی علم بردار عدالت عظمٰی کے تابع ہی رہے تاکہ کہیں اُس کی اسلام کی تعبیر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے "اسلامی آئین" کی حدود سے باہر نہ نکل جائے۔

اِس آرٹیکل کے تابع، عدالت عظمٰی کو کسی عدالت عالیہ کے صادر کردہ فیصلوں، ڈگریوں، حتمی سزاؤں کے خلاف اپیلوں کی سماعت کرنے اور ان پر فیصلہ صادر کرنے کا اختیار ہوگا۔[آئین پاکستان؛حصہ ہفتم؛نظام عدالت؛باب ۲؛پاکستان کی عدالت عظمٰی؛۱۸۵۔۱؛صفحہ نمبر ۱۰۷]

سوال نمبر ۴: کیا اسلامی احکام کا نفاذ آئین کے حصہ نہم کے مطابق حکومت کی آئینی ذمہ داری نہیں ہے؟

یہ سوال اُس معمہ کا دوسرا حصہ ہے جس کے پہلے حصہ کا جواب قارئین سوال نمبر تین کے جواب میں مطالعہ کر چکے اور اِس سوال کے جواب میں قارئین کو اِس اسلامی آئین کی دین کے احکامات پر عمل کی نیت کا مکمل احساس ہو جانا چاہیے؛

تمام موجودہ قوانین کو قرآن پاک اور سنت میں منضبط اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے گا۔۔۔۔[آئین پاکستان؛ حصہ نہم؛ اسلامی احکام؛۲۲۷۔۱؛ صفحہ نمبر ۱۴۵]

مندرجہ بالا شق وہ مشہور زمانہ شق ہے جو قرارداد مقاصد کے ساتھ پیش کر کے اِس آئین کے اسلامی ہونے کے ڈھنڈورا پیٹنے میں ہر سطح پر استعمال ہوتی ہے۔جب کہ اِس شق کی پہلی بیڑی اُسی صفحہ پر اُس کے نیچے تحریر ہے۔

شق [۱] کے احکام کو **صرف اُس طریقہ** کے مطابق نافذ کیا جائے گا جو اِس حصہ میں منضبط ہے۔ [آئین پاکستان؛ حصہ نہم؛ اسلامی احکام؛۲۲۷۔۲؛ صفحہ نمبر ۱۴۵]

یہ تمام طریقے چونکہ اسلامی نظریاتی کونسل کے ذریعے نافذ عمل ہوں گے تو چلیں مطالعہ کرتے ہیں کہ وہ کون کون سے "عملی" طریقے ہیں جو اِس باب کی شق [۱] کے نفاذ کے لیے اِس باب میں منضبط کیے گئے ہیں۔

پہلا طریقہ؛

صدر یا کسی صوبے کا گورنر، **اگر چاہے** یا اگر کسی ایوان یا کسی صوبائی اسمبلی کی کل رکنیت کا دو بٹا پانچ حصہ **یہ مطالبہ کرے** تو کسی سوال پر اسلامی کونسل سے **مشورہ کیا جائے گا** کہ آیا کوئی مجوزہ قانون اسلام کے احکام کے منافی ہے یا نہیں۔[آئین پاکستان؛ حصہ نہم؛ اسلامی احکام؛ ۲۲۹؛ صفحہ نمبر ۱۴۶]

دوسرا طریقہ؛

ایسی تدابیر کی جن سے نافذ العمل قوانین کو اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے گا نیز ان مراحل کی جن سے گزر کر محولہ تدابیر کا نفاذ عمل میں لانا چاہیے **سفارش کرنا**۔[آئین پاکستان؛ حصہ نہم؛ اسلامی احکام؛ ۲۳۰۔۱؛ ج؛ صفحہ نمبر ۱۴۷]

تیسرا طریقہ؛

مجلس شوریٰ اور صوبائی اسمبلیوں کی **رہنمائی کے لئے** اسلام کے ایسے احکام کی ایک موزوں شکل میں تدوین کرنا جنہیں قانونی طور پر نافذ کیا جا سکے۔[آئین پاکستان؛ حصہ نہم؛ اسلامی احکام؛ ۲۳۰۔۱؛ د؛ صفحہ نمبر ۱۴۷]

اگرچہ یہ تینوں طریقے اپنی افادیت اور اثر انگیزی کے حساب سے انتہائی کمزور اور بودے تھے مگر سونے پر سہاگہ اِسی اسلامی احکام کے باب میں مندرجہ ذیل شق بھی شامل ہے؛

جب کوئی ایوان، کوئی صوبائی اسمبلی، صدر یا گورنر، جیسی بھی صورت ہو، یہ خیال کرے کہ مفاد عامہ کی خاطر اُس مجوزہ قانون کا وضع کرنا جس کے بارے میں سوال اٹھایا گیا تھا **مشورہ حاصل ہونے تک ملتوی نہ کیا** جائے، تو اِس صورت میں مذکورہ قانون مشورہ مہیا ہونے سے قبل وضع کیا جا سکے گا؛

مگر شرط یہ ہے کی جب کوئی قانون اسلامی کونسل کے پاس مشورے کے لئے بھیجا جائے اور کونسل یہ مشورہ دے کہ **قانون اسلامی احکام کے منافی ہے** تو ایوان، یا جیسی بھی صورت ہو، صوبائی اسمبلی، صدر یا گورنر اُس طرح **وضع کردہ قانون پر دوبارہ غور کرے گا**۔[آئین پاکستان؛ حصہ نہم؛ اسلامی احکام؛ ۲۳۰۔۳؛ صفحہ نمبر ۱۴۷]

اِس باب کی تمام شقوں کے مطالعہ سے احساس ہوتا ہے کہ[افسوس صد افسوس] قانون وضع کرنے کے لیے تو مفاد عامہ کا جواز بھی بہت ہے مگر اِس کے کالعدم ہونے کے لیے قرآن وحدیث کے دلائل کو یہ حیثیت بھی حاصل نہیں ہے۔ شق[ا] کو عملی شکل میں لانے کا عمل تو اِس باب میں مشورہ؛ سفارش؛ رہنمائی سے آگے بڑھتا ہی نہیں ہے اور اسلام پسندوں کی اِس محنت کا نتیجہ بھی محض اُس غیر اسلامی وضع کردہ قانون پر غور کرنے کے ایک غیر مرئی وعدہ کی صورت میں ہے۔[انا للہ وانا الیہ راجعون]

اِس موضوع کے خاتمہ سے پہلے مندرجہ ذیل دو شقوں کا مطالعہ ان لوگوں کے لیے کافی ہو گا جو اگر اب بھی کسی ذہنی مخمصہ کا شکار ہیں؛ یہ دونوں شقیں ان غیر اسلامی آئینی شقوں اور قوانین کو دوام بخشنے کی لیے پاکستان کے اسلامی آئین میں بدرجہ اتم موجود ہیں؛

شق[۱] کے تحت صادر شدہ کوئی فرمان بغیر کسی غیر ضروری تاخیر کے دونوں ایوانوں کے سامنے پیش کیا جائے گا، اور **اُس وقت تک نافذ العمل رہے گا** جب تک کہ ہر ایوان اُسے نامنظور کرنے کی قرارداد منظور نہیں کر تا یا دونوں ایوانوں میں اختلاف کی صورت میں اُس وقت تک جب تک ایسی قرارداد مشترکہ اجلاس میں منظور نہ ہو جائے۔[آئین پاکستان؛ حصہ دوازدہم؛ متفرقات؛ باب ۷؛ عبوری؛ ۲۶۷۔۲؛ صفحہ نمبر ۱۷۷]

بجز جیسا کہ اِس آرٹیکل میں قرار دیا گیا ہے، تمام موجودہ قوانین، اِس دستور کے تابع، جس حد تک قابل اطلاق ہوں اور ضروری تطبیق کے ساتھ اُس وقت تک **بدستور نافذ رہیں گے** جب تک متعلقہ مقنّنہ [**قانون ساز اسمبلی**] انہیں تبدیل یا منسوخ نہ کر دی یا ان میں ترمیم نہ کرے۔[آئین پاکستان؛ حصہ دوازدہم؛ متفرقات؛ باب ۷؛ عبوری؛ ۲۶۸۔۱؛ صفحہ نمبر ۱۷۸]

اِس سارے تجزیہ سے ایک بات تو واضح ہوتی ہے کہ اِس نظام کے وظیفہ خواروں نے تو اِس منافقانہ نظام کے تحفظ کے لیے ہر قسم کی پیش بندی کی ہوئی ہے مگر ہمارے دینی طبقہ نے کیوں اپنا وزن اِس نظام کے پلڑے میں رکھا ہوا ہے یہ بات ایک معمہ سے کم نہیں ہے۔ اسی دینی طبقہ کی وجہ سے یہ دجل سے بھرپور نظام ہماری اکثریت کی نظروں میں اسلامی کہلاتا ہے۔ تو کیا ہمارا دینی طبقہ اِس نظام کے دوام میں دانستہ یا نادانستہ طور پر شریک عمل نہیں ہے اور روز محشر اِس کا جوابدہ نہیں ہے؟

لا الہ الا اللہ؛ لا الہ الا اللہ؛ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی اٰلہٖ و صحبہٖ و بارک و سلم تسلیماً کثیرا کثیرا

والسلام و علیکم و رحمۃ اللہ

فرقان الدین احمد

furqanuddin@gmail.com

خصوصی نوٹ؛ معزز قاری انتہائی ادب سے آپ سے مندرجہ ذیل گزارشات ہیں؛

۱۔ اگر آپ اس مضمون کے مندرجات سے متفق ہیں تو اپنی دینی ذمہ داری سمجھتے ہوئے اپنے عزیز و اقارب اور دوست احباب تک پہنچانے کا فریضہ ادا کریں تاکہ اس نازک مسئلہ میں لاعلمی کہیں ہمیں آخرت میں خسارہ پانے والوں میں شامل نہ کر دے۔

۲۔ اگر آپ اس مضمون کے مندرجات سے متفق نہیں ہیں تو راقم کی اصلاح فرمایئے اور اس مضمون میں موجود غلطیوں کی نشاندہی فرما کر راقم پر احسان عظیم فرمایئے۔